فتاویٰ عالمگیری ہندوستان کے دیگر فتاویٰ کے مقابلہ میں

فتاویٰ عالمگیری کے علاوہ ہندوستان میں دو اور فتاویٰ بھی ترتیب دیئے گئے تھے۔ ایک کا نام فتاویٰ تاتار خانیہ تھا اور دوسرا فتاویٰ ابراہیم شاہی تھا۔ ان دونوں فتاویٰ کو شاہی سرپرستی حاصل تھی اور دونوں نہایت ہی قابل قدر مجموعہ ہیں۔ اول الذکر سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں تدوین کیا گیا تھا۔ سلطان ہندوستان میں چودھویں صدی میں حکمران رہا ہے۔ یہ حکمران اپنی خدا ترسی اور شریعت کی پابندی اور اس کے نفاد کے لئے مشہور ہے۔ اسی کے عہد حکومت میں فتاویٰ تاتار خانیہ کو امیر تاتار خان کے حکم سے ترتیب دیا گیا تھا۔ اور یہ کام مولانا عالم ابن علی نے انجام دیا تھا۔ یہ مجموعہ فتاویٰ بھی عربی زبان میں ہے۔ اور بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس فتاویٰ کے متعلق بھی عام خیال یہ ہے کہ اس کو ترتیب دینے سے قبل فقہ اور اصول فقہ پر جس قدر مستند لٹریچر موجود تھا، ان سب سے استفادہ کیا گیا ہے اور نہایت احتیاط سے تدوین کا کام انجام دیا گیا ہے۔ بعینہ یہ معاملہ فتاویٰ ابراہیم شاہی کے ساتھ ہے۔ ابراہیم شاہ جو شرقی سلطان کے خاندان سے تھا۔ اور جونپور اس کا دارالخلافہ تھا۔ اس کی کوششوں سے یہ فتاویٰ مرتب کیا گیا تھا۔ فتاویٰ ابراہیم شاہی کے متعلق مولوی عبدالاول جونپوری کی کتاب مفید المفتی میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ لیکن فقہاء کی رائے فتاویٰ عالمگیری کے متعلق یہ ہے کہ یہ مجموعہ فتاویٰ دوسرے تمام فتاویٰ سے بہتر ہے اور حنفی فقہاء کے نزدیک فقہ کی تمام کتابوں میں ہدایہ کے بعد فتاویٰ عالمگیری کا مقام ہے۔

فقہاء جنہوں نے فتاویٰ کی تدوین میں حصہ لیا

فتاویٰ کی تدوین میں جو دوسری اہم خصوصیت ہے وہ یہ کہ اس کتاب کو ترتیب دینے میں اس دور کے بہترین عالموں اور فقیہوں کا ہاتھ تھا۔ یہ حضرات اپنے دور کے ممتاز اہل علم میں سے تھے۔ جن کی بڑی علمی شہرت تھی اور جو معتمد علیہ شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس میں گزرا تھا۔ وہ اخلاق و کردار کے لحاظ سے اعلیٰ ترین مقام پر تھے۔ فتاویٰ کی ترتیب کے لئے علماء کا ایک باقاعدہ بورڈ تھا۔ جس میں ہر قسم کے عالم اور فقیہہ موجود تھے۔ ان میں سے بعض فقہ کی کتابوں کو جمع کرتے۔ جزئیات اور حوالہ جات کا مطالعہ کرتے اور اقتباسات جمع کرتے اور اسے نقل کر کے یکجا کرتے۔ اس طرح علماء اور فقہاء کی ایک ٹیم اس کام کو سرانجام دے رہی تھی۔ جس

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

میں ہر قسم کی صلاحیت کے افراد تھے۔ تحقیق سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کام میں کم و بیش ۴۰ سے ۵۰ علماء شریک تھے۔ لیکن افسوس کہ ہمیں ان سب کے متعلق معلومات نہیں ملتیں۔ اس طرف نہ تو توجہ دی گئی اور نہ ان کے حالات ہی قلمبند کئے گئے ہیں۔

ذیل میں اجمالاً ان فقہاء اور علماء کا جنہوں نے فتاویٰ کی تدوین میں اہم حصہ لیا ہے ان کا تعارف غیر مناسب نہ ہوگا۔

ا۔ شیخ نظام الدین برہانپوری:

فتاویٰ کی تدوین کے لئے علماء کا جو بورڈ قائم کیا گیا تھا۔ آپ اس کے صدر تھے اور آپ ہی کو شاہی فرمان کے ذریعہ سے یہ اختیار دیا گیا تھا کہ علماء اور فقہاء کی ایک ایسی مجلس تشکیل دیں جو فتاویٰ کی تدوین کا کام کرے۔

آپ وسط ہند کے شہر برہانپور میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اپنے عہد کے مشہور عالم قاضی نصیر الدین برہانپوری سے حاصل کی تھی۔ جن سے شہنشاہ جہانگیر ناراض ہوگیا تھا۔ اور سزائے موت کا اعلان کیا تھا۔ آپ نے اس سے بچنے کیلئے حجاز کا سفر اختیار کیا اور پانچ سال قیام کے بعد ہندوستان تشریف لائے۔ شیخ نظام انہیں کے شاگرد تھے، شیخ نظام نے عالمگیر کی ملازمت اس وقت اختیار کی جب وہ دکن کا وائسرائے ہوکر گیا تھا اور آخر وقت تک اورنگ زیب کے معتمد علیہ تھے۔

شیخ نظام اپنی ذہنی اور علمی صلاحیتوں اور دیانت اور امانت کی وجہ سے مشہور تھے۔ عالمگیر ان کا احترام کرتا تھا اور اکثر شاہی مراعات اور امتیازات سے نوازتا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے، سرکاری کاموں میں سے فراغت کے بعد شیخ، عالمگیر کو امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم پڑھاتے تھے۔

شیخ نظام محض عالم ہی نہیں بلکہ نہایت جری اور تجربہ کار سپاہی بھی تھے۔ بادشاہ نے کئی مہمات میں ان کو مامور کیا تھا۔ آپ نے مرہٹوں سے کئی مقابلے کئے اور اکثر انہیں زیر کیا۔

شیخ نظام وجیہہ انسان تھے اور صحت بڑی اچھی تھی اور طویل عمر میں انتقال کیا۔ مراۃ العالم کا مصنف اس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری شیخ کی صدارت میں ترتیب دی گئی ہے۔ جب کہ ان کی عمر ۸۰ سال کے لگ بھگ تھی۔ لیکن اس کے باوجود ان کی صحت بالکل درست تھی۔ شیخ نظام کی قبر آج شہر برہانپور میں موجود ہے۔ جہاں روزانہ لوگ سیکڑوں کی تعداد میں فاتحہ خوانی کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

آپ کے علاوہ جن مشہور علماء اور فقہاء نے تدوین فتاویٰ میں خاص حصہ لیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں: طوالت کے خوف سے ان کی زندگی اور علمی مقام پر روشنی ڈالنا ممکن نہیں ہے۔

(۲) ملا وجیہہ الدین گوپامئوی، (۳) ملا حامد جونپوری (۴) قاضی محمد حسین جونپوری (۵) ملا جلال الدین محمد جونپوری (۶) سید نظام الدین ٹھٹوی (۷) ملا محمد جمیل صدیقی (۸) مولانا محمد شفیع سرہندی (۹) قاضی محمد ابوخیر (۱۰) ملا ابو واعظ ہرگامی (۱۱) ملا وجیہہ الرب (۱۲) ملا ضیاء الدین محدث (۱۳) سید محمد قنوجی (۱۴) شیخ رضی الدین بھاگلپوری (۱۵) ملا محمد اکرم لاہوری (۱۶) مولانا محمد فائق (۱۷) قاضی علی اکبر سعداللہ خانی (۱۸) سید عنایت اللہ مونگیری (۱۹) ملا غلام محمد لاہوری (۲۰) ملا فصیح الدین جعفری پھلواری (۲۱) شیخ احمد خطیب (۲۲) ملا محمد غوث (۲۳) امیر میراں علامہ الفرح۔

ان علماء اور فقہاء کے علاوہ مزید اور علماء شریک کار رہے ہیں۔ لیکن اب تک چونکہ فتاویٰ پر کوئی تحقیق نہ ہو سکی۔ اس لئے ان کے حالات کا علم نہیں ہوا۔ ان فقہاء کے بھی حالات کسی ایک کتاب میں نہیں ملتے بلکہ ان کے متعلق مختلف کتابوں میں کچھ حالات ملتے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان حضرات نے فتاویٰ کی تدوین میں نمایاں کام کیا ہے۔

کتابیات

مقالہ کی تیاری میں ان کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر اول الذکر دو ہیں جو

۱۔ مآثر عالمگیری (اردو)۔ محمد ساقی مستعد خاں ساقی۔

۲۔ مجلّہ ''الاسلام'' (انگریزی) کراچی (جلد ۱ نمبر ۷ تا ۱۶) اشاعت ۱۹۵۳ء مقالہ فتاویٰ عالمگیری۔

۳۔ A unort history of Muslim Ruie in India by Ishwari Prasad.

۴۔ Administration of Justice in Medieval India by M.B. Ahmed.

۵۔ History of Aurangzeb (Vol I & V) Sir T.N. Sarkar.

۶۔ History of India as Told by its own Historian by Eli of & Devean (Moghul Period)

۷۔ منتخب التواریخ۔ ملا عبدالقادر بدایونی۔

۸۔ Studies in Aurangzeb Reign - Sir J.N. Sen.

۹۔ Aurangzeb & His Time - Zahiruddin Farooqi

۱۰۔ مقدمات رقعات عالمگیری۔ سید نجیب اشرف ندوی۔

۱۱۔ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر۔ شبلی نعمانی۔